فقه المعيشة والمعاش

بے روزگاری کے اسباب ووجوہ

اور فقہِ اسلامی میں اس کا حل

بریگیڈیر حافظ سید خالد محمود ترمذی

بسم الله وله الحمد وصلى الله على علىٰ خير خلقه محمد وعلىٰ اٰله واصحابه وسلم

آج کل بیروزگاری کا مسئلہ ہر ملک وملت کے لیے ایک سنگین مسئلہ بنا ہوا ہے خواہ وہ ترقی یافتہ ہے یا ترقی پذیر۔ اس کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسی کی بدولت نازی جرمنوں اور اٹلی میں فاشسٹوں نے جنم لیا جنہوں نے دنیا کو جنگ عظیم دوم میں الجھا دیا۔ امریکہ اور برطانیہ جیسے ترقی یافتہ ممالک اس کی زد میں ہیں جنہوں نے بیروزگاری یا گذارہ الاؤنس کے ذریعے اس کی سنگینی کو وقتی طور پر کم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ مسئلے کا کوئی مستقل حل نہیں ہے۔

مختصر تاریخ

مسئلے کی قدامت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوتا ہے کہ اسلام کو بھی اپنے اوائل میں ہی اس کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ابتدا میں مکی معاشرے کے مالی طور پر کمزور، غریب افراد اور غلاموں کی اکثریت نے اسلام قبول کیا جیسا کہ سورہ عبس کے الفاظ شاہد ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے طرزِ عمل سے ظاہر ہے کہ آپ ستم رسیدہ غلاموں کو ان کے ظالم مالکوں سے خرید کر آزاد کیا کرتے تھے۔

اسی لیے اسلام نے اپنے آغازِ کار میں ہی بیروزگاری کے سنگین مسئلے کے حل اور امداد باہمی کا بے مثال نظام قائم کرنے کی طرف روز اول سے بھرپور توجہ دی اور ترغیب وترہیب کے ذریعے مسلمانوں کو فقراء، یتامیٰ، مساکین اور محروم معاش افراد کی اعانت وامداد کے لیے آمادہ وتیار کیا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اسے اہلِ ثروت اور مالدار مسلمانوں کے لیے ایک لازمی فرض اور ان کے اموال پر عائد ایک واجب

الاداحق کے طور پر پیش کیا۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ممکن ہے اسلام کی دعوت کو اپنی ابتداء میں ہی ایسا دھچکا لگتا جسے جرمن اور رومن جیسی طاقتور قومیں نہیں سہ سکیں۔ لیکن اسلام نے اس کا مستقل پائیدار اور پرامن حل نہ صرف تجویز کیا بلکہ اس پر عمل کر کے اسے رہتی دنیا تک کے لیے لازوال مثال بنا دیا اور مواخاۃ کی صورت میں ایسا بے نظیر نظام تشکیل دیا جو آئندہ نسلوں تک کی رہنمائی کرتا رہے گا۔

یتامیٰ کی قدر و منزلت

یتامیٰ کی یہ عزت افزائی کیا کم ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُرِ یتیم کے طور پر پیدا فرمایا جیسا کہ سورۃ والضحیٰ کے الفاظ سے ظاہر ہے جو بعثت کے بعد بالکل ابتدائی ایام کی سورت ہے

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَآوٰى. وَوَجَدَكَ ضَآلاً فَهَدٰى. وَوَجَدَكَ عَآئِلاً فَأَغْنٰى. فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ. وَأَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ. وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ.

کیا اس نے نہیں پایا آپکو یتیم پھر اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دی اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزلِ مقصود تک پہنچا دیا اور اس نے آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔ پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے اور جو مانگنے آئے اس کو مت جھڑکئے اور اپنے ربِ کریم کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے۔

مسکین کو کھانا نہ کھلانے کی وعید

اسی طرح سورۃ المدثر (یہ بھی بعثت کے بعد کی اولین سورتوں میں سے ہے) کا مضمون ہے کہ اہل جنت جب مجرمین سے پوچھیں گے:

ما سلككم في سقر. قالوا لم نك من المصلين ولم نك نطعم المسكين

ترجمہ: تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں نہ تھے اور مسکین کو کھانا نہ کھلاتے تھے[۵]

اسی دور کی ایک اور سورۃ الحاقۃ میں مجرم کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

خُذُوهُ فَغُلُّوهُ. ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ. ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعاً فَاسْلُكُوهُ. إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَلَا

يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ۔

ترجمہ:۔ اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو پھر اسے دوزخ میں ڈال دو پھر اسے اس زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز کی ہے جکڑ دو بے شک یہ خدائے بزرگ و برتر پر ایمان نہ رکھتا تھا اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دیتا تھا[۶]

غالباً اسی سورت کو سن کر حضرت ابوالدرداءؓ نے اپنی بیوی سے وہ الفاظ کہے جنہیں ابوعبید نے اپنی کتاب الاموال میں نقل کیا ہے۔ اے ام درداء! اللہ کے ہاں ایک زنجیر ہے جسے مسلسل جہنم کی آگ میں تپایا جا رہا ہے حتیٰ کہ اسے لوگوں کی گردنوں میں دیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو ایمان کی توفیق دے کر اس کے نصف عذاب سے تو بچا لیا ہے باقی نصف سے بچنے کے لیے تمہیں چاہیے کہ تم مجھے مسکین کو کھلانے کی ترغیب دیا کرو۔

سائل و محروم کا مقررہ حق

سورۃ الذاریات (جس کا زمانۂ نزول ہجرت حبشہ سے متصل ہے[۸]) میں بتایا گیا ہے کہ نیک لوگ جنت کے مستحق اس لیے ہوئے ہیں:۔

كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ۔ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔
وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ۔

ترجمہ:۔ وہ اپنی گذشتہ زندگی میں راتوں کو کم سوتے تھے اور رات کے پچھلے پہروں میں اللہ سے معافی مانگتے تھے اور ان کے اموال میں سائل و محروم کا حق تھا[۹]

اسی طرح سورۃ المعارج (یہ بھی ہجرت حبشہ سے متصل زمانہ کی سورت ہے[۱۰]) میں جہاں آخرت کے عذاب کی شدت کو بیان کرتے ہوئے یہ ذکر ہے کہ اس دن مجرم یہ خواہش کرے گا کہ وہ عذاب سے بچنے کے لیے اپنی اولاد، بیوی، عزیز و اقارب، بھائی پناہ دینے والے اور روئے زمین کے تمام لوگوں کو فدیہ میں دے دے لیکن وہ اس عذاب سے نہیں بچ سکے گا۔ وہ تو گوشت پوست کو چاٹ جانے والی بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی جو ہر اس شخص کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی جس نے حق سے منہ موڑا اور پیٹھ پھیری۔ مال جمع کیا اور سنبھال کر رکھا۔ اس کے بعد انسان کی فطری کمزوری کا ذکر ہے کہ انسان چھوٹے دل کا پیدا کیا گیا ہے جب اس پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو چیخ اٹھتا ہے اور جب خوشحال ہوتا ہے تو بخیل بن جاتا ہے

اس عیب سے صرف وہی لوگ بچے ہوئے ہیں ۔

اَلَّذِینَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَائِمُوْنَ. وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ.

ترجمہ:- جو نمازوں کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں اور ان کے مالوں میں سائل و محروم کا مقررہ حق ہے۔[۱۱]

سائل و محروم فقیر اور مسکین کی تعریف

یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا بیروزگار سائل و محروم فقیر اور مسکین کے ذیل میں آتے ہیں کیونکہ ہمارے مروجہ نظریات سائل و محروم اور فقراء مساکین کے بارے میں کافی مختلف ہیں ہم تو ان کو فقیر سمجھتے ہیں جو گلیوں بازاروں اور محلوں میں مانگتے کھاتے پھرتے ہیں جبکہ اکثر بیروزگار ایسا نہیں کرتے تو اس کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ لغات اور کتب تفاسیر و احادیث میں ان الفاظ کی تعریف دیکھ لیں۔

فقر کے اصل معنی حاجت کے ہیں اور فقیر ہر وہ شخص ہے جو اپنی ضرورت سے کم معاش پانے کے باعث مدد کا محتاج ہو۔[۱۲]

ابو داؤد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں سائل کا حق ہے گو وہ گھوڑے پر سوار آئے۔ محروم وہ ہے جس کا کوئی حصہ بیت المال میں نہ ہو خود اس کے پاس کوئی کام کاج نہ ہو صنعت و حرفت جانتا نہ ہو جس سے روزی کما سکے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں کہ کچھ سلسلہ کمانے کا کر رکھا ہو لیکن اتنا نہیں پاتے کہ کافی ہو جائے۔ حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں وہ شخص جو مالدار تھا لیکن اس کا مال تباہ ہو گیا چنانچہ یمامہ میں جب سیلاب کی طغیانی آئی اور ایک شخص کا تمام مال و اسباب بہا لے گئی تو ایک صحابی نے فرمایا یہ محروم ہے اور بزرگ مفسرین فرماتے ہیں محروم وہ شخص ہے جو باوجود حاجت کے سوال نہیں کرتا۔[۱۳] صحیحین کی ایک حدیث میں خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکین کی یہ تعریف کی ہے۔

الذی لا یجد غنی یغنیہ ولا یفطن لہ فیتصدق علیہ ولا یقوم فیسال الناس۔

یعنی جسے ایسے وسائل میسر نہیں کہ تونگر کر دیں جس کا فقر ظاہر نہیں کہ لوگ خیرات دیں جو خود سوال

کے لیے کھڑا نہیں ہوتا کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے پھر اس حدیث میں ان کی کیفیت سورۂ بقرہ کی اس آیت میں بیان کی ہے ۔

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ. تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ. لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا.

ان کی خودداری کا یہ عالم ہے کہ ناواقف حال سمجھے کہ یہ تو خوشحال ہیں تم انہیں ان کے چہروں سے پہچان سکتے ہو مگر وہ لوگوں سے لپٹ کر کبھی سوال نہیں کرتے ہیں[۱۴]

ان سے مراد وہ علماء بھی ہیں جنکو درس و تدریس میں مصروفیت کی وجہ سے کمانے کی فرصت ہی نہ ملتی ہو۔

حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ مسکین وہ شخص ہے جو کما نہ سکتا ہو یا کمانے کا موقع نہ پاتا ہو۔[۱۵]
اس تعریف کی رو سے تمام وہ غریب بچے جو ابھی کمانے کے قابل نہ ہوئے ہوں اور اپاہج اور بوڑھے جو کمانے کے قابل نہ رہے ہوں اور بے روزگار یا بیمار جو عارضی طور پر کمانے سے معذور ہو گئے ہوں مسکین ہیں[۱۶]

مولانا ابوالکلام آزاد اپنی تصنیف ترجمان القرآن میں رقمطراز ہیں ۔قوم کے تمام ایسے افراد جن پر وسائل معیشت کی تنگی کی وجہ سے معیشت کے دروازے بند ہو رہے ہوں اور اگرچہ وہ خود پوری طرح ساعی ہوں لیکن نہ تو نوکری (روزگار) ہی ملتی ہو نہ کوئی اور راہ معیشت نکلتی ہو یقیناً "مساکین" میں داخل ہیں۔

ایسے افراد جو خوشحال تھے لیکن کاروبار کی خرابی کی وجہ سے یا کسی اور ناگہانی مصیبت کی وجہ سے مفلس ہو گئے ہوں اگرچہ اپنی پچھلی حیثیت کی بنا پر معزز سمجھے جاتے ہوں حکماً "مساکین" میں داخل ہیں[۱۷]

بیروزگاری کے اسباب

بیروزگاری کی تاریخ اور اس کی قدامت متعین کرنے کے بعد آیئے اب ہم اس کے اسباب اور وجوہات کا کھوج لگاتے ہیں تاکہ ان اسباب اور وجوہات کو دور کر کے اس کا حل تلاش کیا جا سکے جیسا ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے یا آج کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ اتنا ہی پرانا ہے جتنا بنی نوع انسان کی تاریخ

کیونکہ انسان کا بنیادی مسئلہ ازل سے معاش رہا ہے اس لیے اس کی چند وجوہات تو وہی پرانی ہیں یعنی جنگ و جدل، لوٹ مار اور قتل و غارتگری ہجرت یا ترکِ وطن پر مجبور کر دیا جانا جیسے اوائل اسلام میں مسلمانوں کو ہجرت حبشہ اور پھر ہجرت مدینہ پر مجبور کیا گیا اور سودی معیشت پر مبنی ظالمانہ سرمایہ دارانہ نظام۔ تعجب خیز اور حیران کن امر یہ ہے کہ جس طرح اوائلِ اسلام میں (مدینہ) کے یہودیوں نے جزیرہ نما عرب کے مفلس اور بے مایہ عربوں کو اپنے سودی معیشت پر مبنی سرمایہ درانہ نظام کے شکنجوں میں جکڑا ہوا تھا آج انہی کے جانشینوں نے نہ صرف امریکہ، یورپ بلکہ تمام دنیا اور تمام عالم اسلام کو بھی اپنے خونی نظام کے شکنجوں میں کسا ہوا ہے اور اسی کے بل بوتے پر اسرائیل کی صورت میں عربوں کے سینے پر مونگ دَل رہے ہیں۔

ا۔ سرمایہ داری اسلامی معیشت کے ماہر سید قطب شہید اپنی کتاب "شبہات حول الاسلام" میں لکھتے ہیں:۔

سرمایہ داری نظام یورپ کی پیداوار یہ مشین کی ایجاد کا نتیجہ تھا جو اتفاق سے یورپ میں ایجاد ہوئی اور وہیں سے دنیا کے باقی حصوں میں پھیلی.... اس کے فطری ارتقاء کے نتیجے میں دولت بتدریج سمٹ کر چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں آگئی اور غریب اور مزدور اپنی جائیداد اور دولت غرض سب کچھ سے محروم ہوگئے۔ اس سے سرمایہ داروں کو سستے مزدور حاصل کرنے میں بڑی آسانی ہوگئی (جن کی محنت و مشقت کے طفیل ان کی دولت اور تجارت میں بے تحاشا اضافہ ہوا۔ اس کے باوجود انہوں نے مزدوروں کی اجرتوں میں کوئی اضافہ نہ کیا۔ مزدوروں کے ان قلیل معاوضوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرمایہ دار ممالک کے باشندوں کی قوتِ خرید گھٹ گئی اور ان کا تیار کردہ سامان یونہی پڑا رہے گا چنانچہ سرمایہ داروں کو اپنا مال فروخت کرنے کے لیے نئی منڈیوں کی تلاش ہوئی جس نے نوآبادیاتی نظام نیز منڈیوں اور خام مال کے بارے میں بین الاقوامی رقابتوں کو جنم دیا اور بالآخر معاملہ اپنے ناگزیر منطقی نتیجے میں تباہ کن جنگوں تک جا پہنچا۔[۱۵]

جبکہ جدید ماہرین معاشیات (خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) کا خیال اس کے برعکس ہے وہ کہتے ہیں کہ سرمایہ کو مزدوروں میں بانٹ دینے انکی تنخواہیں اور معاوضے بڑھانے سے خرچ بڑھ جائے

گا۔ سرمایہ کم ہو جائے گا اور نتیجتاً سرمایہ کاری بھی گھٹ جائے گی۔ عموماً سرمایہ دار اپنی جمع پونجی کا تھوڑا سا حصہ خرچ کرتے ہیں اور زیادہ حصہ دوبارہ سرمایہ کاری میں لگا دیتے ہیں جس سے پیداوار بڑھتی ہے اور وسائل پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان کے خیال میں ہماری فی کس آمدنی میں کمی کی بنیادی وجہ سرمایہ کی کمی ہے (جس کا باعث مزدوروں کے معاوضوں میں زیادتی (اضافہ) ہے) جس کا نتیجہ بے روزگاری اور قوت خرید میں کمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے[19]۔

جبکہ اسلامی معیشت کے ایک اور ماہر مولانا مودودی کا قول اس کے بالکل برعکس ہے وہ اپنی کتاب "اسلام اور جدید معاشی نظریات" میں جدید نظام سرمایہ داری میں اصلاح کی غرض سے جو تغیرات، ترمیمات اور اصلاحات کی گئی ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"لیکن ان تمام تغیرات، ترمیمات اور اصلاحات کے باوجود ابھی تک نظام سرمایہ داری کے بنیادی عیوب جوں کے توں باقی ہیں۔ ابھی تک بیروزگاری کا استیصال نہیں ہو سکا ہے بلکہ زمانۂ جنگ کے سوا دوسرے تمام حالات میں یہ ایک مستقل مرض ہے جو نظام سرمایہ داری کے تحت سوسائٹی کو لگا رہتا ہے۔ امریکہ جیسے ملک میں جس کی صنعت و حرفت اور پیداوار دولت آسمان عروج کو پہنچی ہوئی ہے جنگی مشاغل کم ہوتے ہی ۳۲ لاکھ سے زیادہ آدمی بیکار ہو گئے اپریل و مئی ۱۹۴۹ء کے درمیان ان کی تعداد ۳۵ لاکھ سے اوپر ہو گئی اور جون میں ۴۰ لاکھ تک جا پہنچی۔ تجارت و صنعت کی گرم بازاری کا زمانہ ہو یا سرد بازاری کا، بے روزگاری کم و بیش ہر حال میں نظام سرمایہ داری کی جزو لا ینفک بنی رہتی ہے۔"

ابھی تک وہ عجیب و غریب معمہ جوں کا توں بے حل ہے کہ ایک طرف تو کروڑہا انسان ضروریات زندگی کے حاجت مند موجود ہیں بے حد و حساب قدرتی وسائل موجود ہیں جنہیں استعمال کر کے مزید اشیاء تیار کی جا سکتی ہیں اور لکھوکھا آدمی ایسے موجود ہیں جنہیں کام پر لگایا جا سکتا ہے لیکن دوسری طرف نظام سرمایہ داری دنیا کی ضرورت اور امکانی کھپت سے بہت کم مال جو تیار کرتا ہے وہ بھی بازار میں پڑا رہتا ہے کیونکہ لوگوں کی قوت خرید کم ہے اور جب تھوڑا مال ہی نہیں نکلتا تو مزید آدمیوں کو کام پر لگانے اور قدرتی وسائل کو استعمال کرنے کی ہمت نہیں کی جا سکتی اور جب آدمی کام پر ہی نہیں لگائے جاتے تو ان میں

قوت خرید پیدا ہونے کی کوئی صورت نہیں۔

ابھی تک نظام سرمایہ داری کا یہ عیب بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ ریاست، سوسائیٹی، مال دار طبقہ غرض کوئی بھی اپنے آپ کو ان لاکھوں کروڑوں آدمیوں کی کفالت اور دست گیری کا ذمہ دار نہیں سمجھتا جو قابل کار ہونے کے باوجود بے کار ہوں یا ابھی قابل کار نہ ہوئے ہوں یا مستقل یا عارضی طور پر ناکارہ ہوگئے ہوں ابھی تک نظام سرمایہ داری کروہ بیماری لگی ہوئی ہے جسے کاروبار کا چکر Trade Cycle کہتے ہیں جس میں ہر چند سال کی گرم بازاری کے بعد دنیا کی معیشت پر کساد بازاری کے دورے پڑتے رہتے ہیں کاروبار پوری تیز رفتاری کے ساتھ مزے سے چل رہا ہوتا ہے کہ یکا یک تجار محسوس کرتے ہیں کہ جو مال ان کے گوداموں میں آرہا ہے وہ مناسب رفتار سے نکل نہیں رہا وہ ذرا فرمائشیں روکتے ہیں۔ صناع یہ حال دیکھ کر مال کی تیاری سے ہاتھ کھینچتے ہیں، سرمایہ دار قرض سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور پہلے کا دیا ہوا بھی واپس مانگنے لگتا ہے۔ کارخانے بند ہونے شروع ہوتے ہیں بے روزگاری بڑھتی ہے قیمتیں گرنی شروع ہوتی ہیں تاجر اور گاہک مزید قیمتیں گرنے کی امید پر فرمائش اور خریداری سے ہاتھ روکتے ہیں۔ چلتے ہوئے کارخانے بھی پیداوار کم کر دیتے ہیں بے روزگاری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ کساد بازاری میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے پھر یکا یک رخ بدلتا ہے۔ آہستہ آہستہ چڑھاؤ شروع ہو جاتا ہے اور پھر گرم بازاری کا دور آجاتا ہے۔ یہ چکر (Trade Cycle) نظام سرمایہ داری کے لیے ایک مستقل مرض بن چکا ہے۔ جس کا ابھی تک کوئی علاج دریافت نہیں ہوا[۱۲] اور اسے معاشی اصطلاح میں (Cyclical Unemployment) کہا جاتا ہے۔

۲/ سودی معیشت جو سرمایہ داری کی پہلی بنیاد ہے

سودی بینک اور سودی قرضے۔

جدید ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام جب سے اپنے ابتدائی "دور خیر" (جب معاشرے نے مشین کی ایجاد کی وجہ سے کافی ترقی کی) اسے نکل کر موجودہ "دور شر" میں داخل ہوا ہے قومی قرضوں پر اس کا انحصار بہت بڑھ گیا ہے چنانچہ بینک قائم ہوئے اور انہوں نے مالی کاروبار اس طرح استوار کیا کہ وہ بھاری سود پر حکومتوں کو قرضے دینے لگے۔ حکومتیں ترقیاتی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے اور دوسری سماجی خدمات انجام دینے کے لیے ان بینکوں سے جو قرضے لیتی ہیں ان کے سود بھی ان حکومتوں کے شہری ادا کرتے ہیں حکومتیں مجبور ہیں کہ مختلف محاصل میں اضافہ کر کے ان قرضوں کو مع سود ادا کریں اس طرح ہر فرد سود خوروں کو یہ

"جزیہ" ادا کرنے میں شریک ہے۔

اسلامی معیشت کے ماہر سید قطب شہید اپنی کتاب " فی ظلال القرآن " میں سود کی مضرت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ا۔

" سود کی مضرت یہاں تک بڑھ چکی ہے کہ اس کے ایک مغربی نقاد جرمنی کے مشہور ماہر معاشیات ڈاکٹر شاخت ہیں جو جرمنی کے رائش بینک (Reich Bank) کے گورنر بھی رہ چکے ہیں۔ دمشق میں ۱۹۵۳ء میں اپنے ایک لیکچر میں انہوں نے کہا تھا کہ وہ الجبرا کے ایک (لامتناہی) سلسلہ حساب کے ذریعے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ دنیا کی ساری دولت معدودے چند سود خواروں کے ہاتھوں میں کھنچ آنے والی ہے اس لیے کہ سود پر قرض دینے والا ہمیشہ فائدہ حاصل کرتا ہے جبکہ قرض لینے والے کو کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نقصان ظاہر ہے کہ ساری دولت بالآخر اس کے ہاتھوں میں آجائے گی جس کو ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا تھا آج عملاً ایسا ہو رہا ہے کیونکہ آج دنیا کی بیشتر دولت کے اصل مالک چند ہزار افراد ہیں باقی سارے اصحاب ملکیت اور کارخانہ دار جو بینکوں سے قرض لے کر کاروبار کرتے ہیں اور ان کے مزدور وغیرہ سب انہی سرمایہ داروں کے تنخواہ دار ملازمین کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی محنت کے ثمرات ان چند ہزار افراد کو ملتے ہیں [۱] اور وہ بھی بغیر کسی محنت و مشقت کے۔

سودی بینکوں کے ذریعے سودی معیشت چونکہ سرمایہ داری نظام کی خشت اول ہے اور مندرجہ بالا سطور میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سرمایہ داری نظام بیروزگاری کا سبب ہے لہذا سودی معیشت بھی بالواسطہ طور پر ایک اور سبب اور وجہ ہوئی۔

۴/ اجارہ داری، سرمایہ داری کی دوسری بنیاد

سرمایہ دارانہ نظام کی دوسری بنیاد شدید کاروباری مسابقت و منافست ہے جس کے نتیجے میں چھوٹے چھوٹے کاروباری ادارے ختم ہو جاتے ہیں یا پھر سب مل کر بڑے بڑے کاروباری ادارے قائم کر لیتے ہیں تاکہ دوسرے اداروں سے مقابلہ کر سکیں اس سے اجارہ داری Monopoly جنم لیتی ہے اور اجارہ دار (Monopolist) کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا بھی بازار میں اسی جیسا مال لائے یا اسی جیسی مصنوعات تیار کرے۔ وہ تو بازار پر اپنا پورا کنٹرول چاہتا ہے تاکہ لوگوں سے

من مانی قیمتیں وصول کر سکے اور نتیجتاً لوگوں کو ہر طرح کی شدت اور تنگی کا شکار کر کے ان کا جینا دو بھر کر دے. وہ دوسروں کے لیے اس بات کے مواقع ختم کر دیتا ہے کہ وہ بھی اسی کی طرح روزی کما سکیں [۲۲]

۴۔ جنگ و جدل جیسا کہ سرمایہ داری کے ذیل میں یہ بیان ہوا ہے کہ جنگِ عظیم دوئم کے نتیجے میں صرف امریکہ میں ۴۰ لاکھ افراد بے روزگار ہو گئے تھے جہادِ افغانستان کے نتیجے میں کتنے افراد بے روزگار ہوئے ہیں اس کے اعداد و شمار ابھی اکٹھے نہیں کیے گئے لیکن اخباری اطلاعات کے مطابق اس جہاد میں ۲۵ لاکھ سے زیادہ افغان مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا انکے بچے یتیم اور بیویاں بیوہ ہو گئیں تو اندازاً اسی قدر افراد بے روزگار ہوئے ہوں گے. حال ہی میں خلیج کی جنگ میں ہزاروں عراقی کام آئے نتیجتاً بے روزگاری میں اضافہ ہوا.

۵۔ ہجرت اور ترکِ وطن اسلام میں سب سے پہلی ہجرت، ہجرت حبشہ اول تھی پھر ہجرت حبشہ ثانی اور ہجرت مدینہ کے نتیجے کے طور پر مہاجرین اپنے تمام مال و متاع، مکان، دکانیں اور زمینیں وغیرہ مکہ میں چھوڑ کر حبشہ اور مدینہ میں بے سر و سامانی کی حالت میں وارد ہوئے یہ تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی فراست کا نتیجہ تھا کہ آپ نے مؤاخاۃ کے ذریعے بے روزگاری کے اس گھمبیر مسئلے پر قابو پالیا. یہ امداد باہمی کی بھی ایسی مثال ہے کہ دنیا کا کوئی مہذب اور جدید سے جدید معاشرہ اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا.

اسی طرح حال ہی میں جہادِ افغانستان کے نتیجے میں ۳۰ لاکھ سے زائد افغانی بوڑھے، بچے اور عورتیں جو لڑنے کے قابل نہیں تھے ہجرت کر کے پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور کچھ نے ایران میں پناہ لی. عراق کی جنگ میں بے شمار عراقی دوسرے عرب ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے جس سے ظاہر ہے بے روزگاری میں اضافہ ہوا. قیام پاکستان کے وقت بھی یہی مسئلہ درپیش ہوا تھا. کروڑوں مہاجرین کی آبادکاری اور انکو مناسب روزگار فراہم کرنا پڑا تو مولود پاکستانی ریاست کا سب سے بڑا اور اہم مسئلہ تھا.

۶ سحت و استحصال فرمانِ الٰہی ہے: وَتَرٰى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (المائدہ)

ترجمہ: ان اہلِ کتاب میں تم بہت سے لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں اور سحت (Exploitation) کھانے کی طرف لپکتے ہیں. ان کے کرتوت بہت برے ہیں [۲۳]

(جاری ہے)

مصادر و مراجع

Syed Abdul Quddus, Social Change in Pakistan Lahore, 1990 P - 110.

۲ ، ابن ہشام۔ السیرۃ النبویۃ۔ قاہرہ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء ج۔ ۱ ص ۲۶۰

۳ ، الضحیٰ

۴ ، ابن ہشام " " " " ص ۲۶۰

۵ ، المدثر : ۴۲ تا ۴۷

۶ ، الحاقۃ : ۳۰ تا ۳۴

۷ ، ابو عبید قاسم بن سلام۔ کتاب الاموال۔ قاہرہ ۱۳۳۵ھ ص ۳۵۰

۸ ، ابو الحسن علی بن احمد الواحدی۔ اسباب النزول۔ قاہرہ ۱۳۷۸ھ ص ۲۵۰

۹ ، الذاریات : ۱۷ تا ۱۹

۱۰ ، الواحدی۔ اسباب النزول۔ قاہرہ ۱۳۷۸ھ ص ۲۵۰

۱۱ ، المعارج : ۲۳ تا ۲۵

۱۲ ، لسان العرب۔ بیروت۔ ۱۹۵۶ء۔ ج۔ ۵ ص ۶۰

۱۳ ، ابن کثیر۔ جلد پنجم۔ جزء ۲۶۔ ص ۱۰۹

۱۴ ، البقرہ : ۲۷۳

۱۵ ، الجصاص۔ ج۔ ۳۔ ص ۱۵۱

۱۶ ، سید ابو الاعلیٰ مودودی۔ قرآن کی معاشی تعلیمات۔ لاہور ۱۹۸۴ء ص ۵۵

۱۷ ، مولانا ابو الکلام آزاد۔ ترجمان القرآن۔ ج۔ ۲۔ ص ۱۲۹

۱۸ ، پروفیسر سید خالد محمود ترمذی۔ مقالات سیرت۔ وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور اسلام آباد۔ ۱۹۸۹ء۔ ص ۱۱۶

19, Dr. Anwar Iqbal Qureshi. Economic Problems Facing Pakistan - Karachi. 1971 P-51.

۲۰ ، سید ابو الاعلیٰ مودودی۔ اسلام اور جدید معاشی نظریات۔ لاہور ۱۹۸۶ء۔ ص ۸۴ تا ص ۸۶

۲۱ ، سید قطب شہید۔ ترجمہ ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی۔ اسلام کی اقتصادی پالیسی۔ لاہور ۱۹۶۹ء۔ ص ۵۰

۲۲ ، ایضاً " " " " ص ۴۲

۲۳ ، مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری۔ اخلاق و معاش کا باہمی ربط۔ کراچی۔ ص ۹

قرآن کریم کی حفظ و ناظرہ تعلیم کا
عظیم الشان مرکز

جامعہ باب القرآن

عیسیٰ نگری، نزد قبرستان
سرشاہ سلیمان روڈ، حسن اسکوائر، کراچی

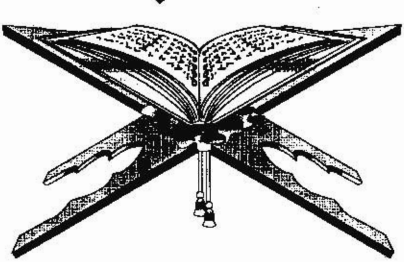

ہمارا نصب العین
- خدمت قرآن کریم
- فروغ تعلیم قرآن

آپ کی توجہ کے طلبگار
اراکین جامعہ باب القرآن
فون: ۴۹۴۹۳۵۸